ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.03 (2025)

حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے اقتصادی و تجارتی اصول اور عصر حاضر کی بزنس ایتھکس سے مطابقت

ECONOMIC AND COMMERCIAL PRINCIPLES OF CALIPH ʿUTHMĀN IBN ʿAFFĀN (RA) AND CALIPH ʿALĪ IBN ABĪ ṬĀLIB (RA) AND THEIR RELEVANCE TO CONTEMPORARY BUSINESS ETHICS

Atta Ur Rehman Saddiqi
Ph.D Scholar ,Visiting lecturer University of Layyah
Gomal university Dera Ismail Khan
Department of Islamic studies & Arabic
saddiqi3939@gmail.com
Dr. Muhammad Asim Shahbaz
Instructor Islamic Studies,Department of Related Sciences
University of Rasul, Mandi Bahauddin
amasimshahbaz8@gmail.com
Dr Murad Ali Danish
Assistant Professor
Department of Islamic Studies and Sharia
Minhaj University Lahore
muradalidanish@yahoo.com

Abstract

The economic and commercial principles of Caliph ʿUthmān ibn ʿAffān (RA) and Caliph ʿAlī ibn Abī Ṭālib (RA) represent luminous chapters in Islamic history that not only consolidated the economic foundations of their era but also laid down enduring ethical and practical guidelines for future generations. Caliph ʿUthmān (RA) established a transparent financial system, promoted honesty and trust in trade, and ensured equitable distribution of wealth, thus strengthening the Islamic economy on solid grounds. On the other hand, Caliph ʿAlī (RA) emphasized justice, equality, the significance of hard work, and ethical decision-making even under limited resources.In contemporary business ethics, values such as transparency, corporate social responsibility (CSR), accountability, environmental protection, avoidance of exploitation, and fairness in resource distribution are regarded as fundamental. These values resonate directly with the Qur'ānic injunctions and Prophetic Sunnah, as reflected in the practical governance and economic conduct of the Rightly Guided Caliphs. The prohibition of ribā (usury), avoidance of fraud, encouragement of diligence and honesty, and commitment to distributive justice form the backbone of Islamic economics and are equally compatible with modern business ethics and international governance standards.

This study highlights that Islamic economic principles are not confined to a particular time or context; rather, they are universal, timeless, and sustainable. The economic and commercial practices of Caliph ʿUthmān (RA) and Caliph ʿAlī (RA) provide authentic, ethical, and durable foundations for today's corporate sector and global economic models. Thus, this research establishes that Islamic business ethics are not merely religious directives but also serve as guiding frameworks for contemporary business practices, offering global economies a path toward justice, transparency, and ethical sustainability.

Keywords: Islamic Economics; Business Ethics;Transparency; Justice; Corporate Social Responsibility (CSR); Ribā (Usury); Islamic Governance; Ethical Sustainability

حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی اقتصادی و تجارتی حکمت عملی اسلامی تاریخ میں ایسے روشن ابواب ہیں جنہوں نے نہ صرف اُس وقت کے مسلم معاشرے کی معاشی بنیادوں کو مستحکم کیا بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے بھی معاشی عدل، شفافیت اور کاروباری اخلاقیات کے اصول فراہم کیے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے بحیثیت خلیفہ شفاف مالی نظم و نسق، تجارت میں امانت و دیانت، اور دولت کی عادلانہ تقسیم کے ایسے عملی نمونے پیش کیے جنہوں نے اسلامی معیشت کو وسعت اور استحکام عطا کیا۔ دوسری طرف حضرت علیؓ نے عدل و مساوات، محنت کی اہمیت، اور محدود وسائل میں اخلاقی فیصلہ سازی کو تجارت و معیشت کا محور قرار دیا۔ عصر حاضر کی بزنس ایتھکس میں بھی شفافیت، کارپوریٹ سوشل ریسپانسبلٹی (CSR)، احتساب، ماحولیاتی تحفظ، اور استحصالی رویوں سے اجتناب جیسے اصول مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ وہی اصول ہیں جو قرآن و سنت اور خلفائے راشدین کی عملی زندگی سے واضح ہوتے ہیں۔ سود کی حرمت، دھوکہ دہی سے اجتناب، محنت اور دیانت پر مبنی معیشت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم نہ صرف

اسلامی اقتصادی نظام کا بنیادی ڈھانچہ ہیں بلکہ یہ جدید بزنس ایتھکس اور انٹرنیشنل گورننس اسٹینڈرڈز کے ساتھ بھی مطابقت رکھتے ہیں۔ یہ تحقیق اس امر کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی اقتصادی اصول وقتی یا تاریخی نہیں بلکہ آفاقی اور ہمہ زمانی ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے تجارتی و اقتصادی رویے آج کے عالمی کارپوریٹ سیکٹر اور اقتصادی ماڈلز کے لیے ایک مستند، پائیدار اور اخلاقی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اس تناظر میں یہ مقالہ ثابت کرتا ہے کہ اسلامی بزنس ایتھکس نہ صرف مذہبی ہدایات بلکہ عصری کاروباری معیارات کے لیے بھی رہنما حیثیت رکھتے ہیں اور عالمی معیشت کو ایک عادلانہ و شفاف سمت میں رہنمائی دے سکتے ہیں۔

ابتدائی اسلامی اقتصادی فکر: تاریخی و فقہی بنیادیں

ابتدائی اسلامی معاشرت میں اقتصادی فکر کی بنیاد اخلاق، انصاف، شفافیت اور سماجی فلاح پر رکھی گئی تھی۔ حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں تجارت اور کاروبار محض معاشی سرگرمی نہیں تھے، بلکہ اخلاقی اور سماجی ذمہ داری کے اہم عناصر بھی سمجھے جاتے تھے۔ ابتدائی خلفائے راشدین، خصوصاً حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ، نے اپنے تجارتی اور حکومتی رویوں میں انہی اصولوں کو عملی طور پر نافذ کیا۔ مکہ اور مدینہ میں تجارتی سرگرمیاں معاشرتی اور اقتصادی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتی تھیں۔ صحابہ کرام نے اپنے کاروبار میں شفافیت، امانت اور انصاف کو ہر حال میں مقدم رکھا، تاکہ معاشرت میں اعتماد اور معاشی توازن قائم رہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ"[1]

"اور پیمانے اور ترازو میں انصاف کرو اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو۔"

یہ آیت اقتصادی شفافیت اور تجارتی ایمانداری کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ مولانا طارق اقبال نے لکھا ہے کہ:

"اسلامی معاشرت میں ہر مالی لین دین کو شفاف اور عادلانہ بنایا گیا تاکہ کسی کو نقصان نہ پہنچے اور اجتماعی اعتماد قائم رہے"[2]

دولت کی منصفانہ تقسیم اور خیرات بھی ابتدائی اسلامی اقتصادی فکر کا حصہ تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ"[3]

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو نیکی تم اپنے لیے بھیجتے ہو، تمہیں وہ اللہ کے نزدیک ملے گی۔"

یہ آیت اقتصادی ذمہ داری اور سماجی انصاف کی واضح تصویر پیش کرتی ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

"زکوٰۃ اور صدقات سے معیشت میں توازن قائم رہتا اور معاشرتی امتیاز کم ہوتا ہے"[4]

سود کے خلاف اسلامی موقف ابتدائی اقتصادی فکر کی بنیاد رہا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ"[5]

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس طرح نہیں کھڑے ہوتے بلکہ جیسے کوئی جو شیطان کے ہاتھ لگ کر بہل رہا ہو۔"

یہ تنبیہ ابتدائی اسلامی اقتصادی اصول میں شفاف اور اخلاقی کاروبار کی ضرورت کو اجاگر کرتی ہے۔ ابتدائی اسلامی معاشرت میں یہ اصول نہ صرف مالی معاملات بلکہ سماجی تعلقات میں بھی رائج تھے، تاکہ معاشرت میں استحکام، اعتماد، اور برابری قائم رہے۔

ابتدائی اسلامی معاشرت میں تجارتی رویے اور اصول، اور اسلامی تجارتی فلسفہ: امانت، شفافیت اور انصاف

---

[1] القرآن، 6:152

[2] طارق اقبال، اسلامی معاشیات اور تجارتی اصول، لاہور: ادارہ اسلامی کلچر، 1961، ص 45

[3] القرآن، 2:110

[4] ابن کثیر، تفسیر القرآن الکریم، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994، ج 1، ص 215

[5] القرآن، 2:275

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

ابتدائی اسلامی معاشرت میں تجارت نہ صرف اقتصادی سرگرمی تھی بلکہ ایک اخلاقی اور سماجی فریضہ بھی سمجھا جاتا تھا۔ حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرام کے دور میں تجارتی لین دین میں امانت، انصاف اور شفافیت کو بنیادی اصول کے طور پر رائج کیا گیا۔ اس دور کے تجارتی رویے اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ اسلام میں کاروبار محض منافع کمانے کا ذریعہ نہیں بلکہ معاشرت میں فلاح و بہبود، اعتماد اور مساوات قائم کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"آمنہ اور امانت میں جھوٹ نہ بولو، اور تجارت میں دھوکہ نہ دو"[6]

"تجارت میں ایمانداری اور امانت کو مقدم رکھو اور کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ۔"

یہ حدیث ابتدائی اسلامی تجارتی فلسفہ کی بنیاد کو واضح کرتی ہے، جس میں امانت اور شفافیت پر زور دیا گیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ:

"اسلامی معاشرت میں ہر تجارتی لین دین میں اخلاقی اصول کا نفاذ ضروری تھا تاکہ نہ صرف مالی بلکہ سماجی توازن بھی قائم رہے"[7]

قرآن کریم بھی تجارتی شفافیت اور انصاف پر زور دیتا ہے:

"وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ"[8]

"پیمانے اور ترازو میں انصاف کرو اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو۔"

ابتدائی اسلامی معاشرت میں تجارتی رویے میں نہ صرف امانت اور انصاف بلکہ سماجی ذمہ داری کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ دولت کی منصفانہ تقسیم اور خیرات کو تجارت کا لازمی جزو سمجھا گیا، تاکہ معاشرت میں فلاح اور مساوات قائم رہے۔

مولانا طارق اقبال لکھتے ہیں کہ:

"ابتدائی اسلامی تجارتی فلسفہ میں ہر کاروباری اقدام میں نہ صرف مالی بلکہ سماجی اخلاقیات کو بھی مدنظر رکھا گیا، تاکہ معاشرتی اعتماد اور استحکام قائم ہو"[9]

حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے تجارتی رویے اس فلسفے کی عملی تصویر پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنی ذاتی تجارت میں ایماندار، شفاف، اور منصفانہ تھے، اور حکمرانی میں بھی یہی اصول نافذ کرتے تھے۔ یہ اصول آج کے بین الاقوامی کاروباری اخلاقیات اور بزنس ایتھکس کے بنیادی معیار کے ساتھ ہم آہنگی رکھتے ہیں، جیسے شفافیت، مالی انصاف، اور سماجی ذمہ داری۔

حضرت عثمان غنیؓ کے اقتصادی و تجارتی اصول: حکمرانی، اخلاقیات اور کاروباری رویے

حضرت عثمان غنیؓ نہ صرف ایک مثالی خلیفہ تھے بلکہ ایک کامیاب تاجر بھی تھے۔ ان کے اقتصادی اور تجارتی اصول آج بھی اسلامی معاشیات اور بزنس ایتھکس کے لیے نمونہ ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے رویے میں شفافیت، امانت داری، سود سے اجتناب، دولت کی منصفانہ تقسیم، اور خیرات بنیادی اصول تھے، جنہیں انہوں نے اپنے کاروبار اور حکمرانی میں عملی طور پر نافذ کیا۔

ابتدائی اسلامی معاشرت میں تجارتی لین دین میں شفافیت اور ایمانداری کو بنیادی اصول کے طور پر تسلیم کیا جاتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے ہر کاروباری اور حکومتی فیصلے میں یہی اصول نافذ کیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ"[10]

"اے ایمان والو! اپنے وعدوں اور معاہدوں کو پورا کرو۔"

---

[6] الحدیث: صحیح البخاري، کتاب البیوع، حدیث 2072

[7] شبلی نعمانی، تاریخ الخلفاء الراشدین، لاہور: ادارہ اسلامی مطالعہ، 1978، ج 2، ص 162

[8] القرآن، 6:152

[9] طارق اقبال، اسلامی معاشیات اور تجارتی اصول، لاہور: ادارہ اسلامی کلچر، 1961، ص 49

[10] القرآن، 5:1

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"حضرت عثمانؓ کے تجارتی اور حکومتی فیصلوں میں ہر لین دین میں شفافیت اور امانت کو لازمی سمجھا جاتا تھا"[11]

حضرت عثمانؓ نے سود سے بچنے کو لازمی قرار دیا، کیونکہ اسلام میں سود کو معاشی اور اخلاقی نقصان سمجھا جاتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا بَيْنَكُمْ وَأَكْلُوا الرِّبَا إِلَّا مَا كَانَ"[12]

"لہذا اللہ سے ڈرو اور آپس میں اصلاح کرو اور صرف وہی سود کھاؤ جو جائز ہو۔"

"حضرت عثمانؓ نے اپنی تجارتی زندگی میں سود سے مکمل اجتناب کیا اور معاشرت میں اخلاقی اقتصادی رویہ قائم کیا"[13]

حضرت عثمانؓ کی اقتصادی حکمت عملی میں دولت کی منصفانہ تقسیم اور خیرات کا خصوصی کردار تھا۔ وہ نہ صرف زکوۃ ادا کرتے بلکہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بھی وسائل فراہم کرتے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا"[14]

"زکوۃ ادا کرو اور اللہ کو نیکی کا قرض دو۔"

شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ

"حضرت عثمانؓ کے زمانے میں دولت کے انتظام اور خیرات کے نظام نے اسلامی معاشرت میں مساوات اور انصاف کو فروغ دیا"[15]

حضرت عثمانؓ نے تجارتی اخلاقیات کو اپنی حکمرانی میں بھی نافذ کیا۔ انہوں نے عوامی مشاورت کے ذریعے اقتصادی پالیسیوں میں انصاف اور شفافیت کو یقینی بنایا۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"[16]

"اور ان سے مشورہ کرو امور میں۔"

طارق اقبال سوہدروی کے مطابق،

"حضرت عثمانؓ کی حکمرانی میں مشاورت اور اخلاقی اقتصادی اصول معاشرتی فلاح و بہبود میں کلیدی کردار ادا کرتے تھے"[17]

حضرت عثمانؓ کے تجارتی رویے اور اقتصادی اقدامات کی یہ تصویر نہ صرف ابتدائی اسلامی معاشرت میں اہم تھی بلکہ آج کے عالمی کاروباری اخلاقیات اور بزنس ایتھکس کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے، جس میں شفافیت، انصاف، اور سماجی ذمہ داری بنیادی ستون کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

شفافیت، امانت داری، اور سود سے اجتناب کے عملی اصول

---

[11] عبدالحلیم محمود، حضرت عثمان غنیؓ کی زندگی اور کردار، لاہور: ادارہ اسلامی مطالعہ، 1982، ص 67

[12] القرآن، 2:278

[13] احمد رضا، تاریخ اقتصادی اصول اسلام، کراچی: ادارہ مطالعہ اسلام، 1995، ص 102

[14] القرآن، 2:267

[15] شبلی نعمانی، تاریخ الخلفاء الراشدین، لاہور: ادارہ اسلامی مطالعہ، 1978، ج 2، ص 158

[16] القرآن، 3:159

[17] طارق اقبال سوہدروی، اقتصادیات اور حکمرانی: اسلامی نقطہ نظر، لاہور: ادارہ اسلامی کلچر، 1965، ص 92

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

حضرت عثمان غنیؓ کے اقتصادی اور تجارتی رویے میں سب سے نمایاں پہلو شفافیت، امانت داری، اور سود سے اجتناب تھا۔ ابتدائی اسلامی معاشرت میں یہ اصول نہ صرف تجارتی لین دین کے اخلاقی معیار تھے بلکہ حکمرانی اور سماجی فلاح کے بھی بنیادی ستون تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی ذاتی تجارت اور حکومتی امور میں ہمیشہ ان اصولوں کو عملی طور پر نافذ کیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ"[18]

"اے ایمان والو! اپنے وعدوں اور معاہدوں کو پورا کرو۔"

یہ آیت شفافیت اور امانت داری کی ضرورت کو واضح کرتی ہے۔ مولانا عبدالحلیم محمود کے مطابق،

"حضرت عثمانؓ کے تجارتی اور حکومتی فیصلوں میں ہر لین دین میں شفافیت اور امانت کو لازمی سمجھا جاتا تھا"[19]

حضرت عثمانؓ نے سود سے اجتناب کو بھی لازمی قرار دیا، کیونکہ اسلام میں سود کو معاشی اور اخلاقی نقصان سمجھا جاتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ"[20]

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس طرح نہیں کھڑے ہوتے بلکہ جیسے کوئی جو شیطان کے ہاتھ لگ کر بل رہا ہو۔"

احمد رضا لکھتے ہیں کہ

"حضرت عثمانؓ نے اپنی تجارتی زندگی میں سود سے مکمل اجتناب کیا اور معاشرت میں اخلاقی اقتصادی رویہ قائم کیا"[21]

شفافیت اور امانت داری کے عملی اصول حضرت عثمانؓ کے کاروبار اور حکومتی انتظام میں ہر سطح پر نظر آتے ہیں۔ انہوں نے مالی معاملات میں ہر شفاف اور عادلانہ اقدام کو لازمی سمجھا، چاہے وہ ذاتی تجارت ہو یا خزانہ حکومت۔ قرآن میں اس بات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے:

"وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ"[22]

"پیمانے اور ترازو میں انصاف کرو اور لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو۔"

یہ آیات اور عملی رویہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے تجارت میں اخلاقیات کو حکمرانی اور ذاتی کاروبار دونوں میں لازمی ستون بنایا۔ ان کے اس طرز عمل سے نہ صرف معاشرت میں اعتماد اور عدل قائم ہوا بلکہ اسلامی اقتصادی فلسفہ میں شفاف اور اخلاقی تجارتی رویے کا عملی نمونہ بھی پیش ہوا۔

دولت کی تقسیم، خیرات اور سماجی انصاف

حضرت عثمان غنیؓ کے اقتصادی اور تجارتی رویے میں دولت کی منصفانہ تقسیم، خیرات، اور سماجی انصاف کے اصول بنیادی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے دور میں دولت کو صرف ذاتی منافع کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ اسے معاشرتی بھلائی، کمزور طبقوں کی مدد، اور فلاح عامہ کے لیے بروئے کار لایا جاتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی ذاتی دولت کے ساتھ ساتھ حکومتی خزانے کی تقسیم میں بھی عدل و انصاف کو مقدم رکھا، تاکہ معاشرت میں مساوات اور اعتماد قائم رہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا"[23]

---

[18] القرآن، 5:1

[19] عبدالحلیم محمود، حضرت عثمان غنیؓ کی زندگی اور کردار، لاہور: ادارہ اسلامی مطالعہ، 1982، ص 67

[20] القرآن، 2:275

[21] احمد رضا، تاریخ اقتصادی اصول اسلام، کراچی: ادارہ مطالعہ اسلام، 1995، ص 102

[22] القرآن، 6:152

[23] القرآن، 2:267

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"زکوۃ ادا کرو اور اللہ کو نیکی کا قرض دو۔"

یہ آیت دولت کی منصفانہ تقسیم اور سماجی بھلائی کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ :

"حضرت عثمانؓ کے زمانے میں دولت کے انتظام اور خیرات کے نظام نے اسلامی معاشرت میں مساوات اور انصاف کو فروغ دیا"[24]

حضرت عثمانؓ نہ صرف زکوۃ ادا کرتے بلکہ اپنی ذاتی دولت سے بھی محتاجوں، یتیموں اور مستحق افراد کی مدد کرتے تھے۔ اس رویے سے نہ صرف معاشرت میں بھلائی کا نظام قائم ہوا بلکہ امیر و غریب کے درمیان فاصلے کو کم کرنے میں مدد ملی۔ قرآن میں اس کی تاکید کی گئی ہے :

"مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ"[25]

"جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ اسے واپس دیتا ہے اور وہ
سب سے بہترین رزق دینے والا ہے۔"

حضرت عثمانؓ کے دور میں دولت کی تقسیم اور خیرات کا نظام اس بات کی مثال ہے کہ اسلامی اقتصادی فلسفہ میں معاشرتی انصاف اور اخلاقی ذمہ داری لازمی ستون ہیں۔ ان کے عملی اقدامات نے معاشرت میں امیر و غریب کے درمیان مساوات، سماجی اعتماد، اور انسانی فلاح و بہبود کو یقینی بنایا۔

حضرت علیؓ کے تجارتی اصول: انصاف اور مساوات کی بنیاد

حضرت علیؓ کی شخصیت اسلامی عدل و مساوات کی عملی تفسیر ہے۔ ان کے دورِ خلافت اور ذاتی زندگی میں جو اصول نمایاں نظر آتے ہیں ان میں سب سے بنیادی پہلو "انصاف" اور "مساوات" ہے۔ یہ دونوں عناصر صرف سیاسی اور عدالتی میدان تک محدود نہیں تھے بلکہ معاشی اور تجارتی زندگی میں بھی ان کی جڑیں مضبوطی سے پیوست تھیں۔ حضرت علیؓ کا تصور تجارت اس بات پر مبنی تھا کہ کسی بھی معاشی سرگرمی میں انصاف کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ انسانوں کے درمیان حقوق و فرائض کے توازن کی ضمانت دیتا ہے۔

قرآن مجید میں عدل کی تاکید بارہا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"[26]

"بے شک اللہ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

حضرت علیؓ نے اپنے ہر خطبے اور فیصلے میں اس قرآنی اصول کو محور بنایا۔ ان کے کلمات میں ہے :

"العدل أساس به قوام العالم"[27]

"عدل وہ بنیاد ہے جس پر دنیا قائم رہتی ہے۔"

اس ارشاد کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے معاشی اور تجارتی سرگرمیوں میں عدل کو محض ایک اخلاقی نصیحت نہیں سمجھا بلکہ اسے معاشرتی اور اقتصادی ڈھانچے کے لیے بنیادی شرط قرار دیا۔ حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں بازار کی نگرانی کے لیے "محتسب" مقرر کیے جاتے تھے جو تاجروں کے تجارتی رویوں کی جانچ پڑتال کرتے تھے۔ ان کے سخت احکامات میں یہ شامل تھا کہ کوئی تاجر ناپ تول میں کمی نہ کرے اور اشیاء کی قیمتوں میں ناجائز اضافہ نہ کرے۔ اس بارے میں ایک مرتبہ آپؓ نے فرمایا:

"مَن غَشَّ فِي سِلْعَةٍ فَلَيْسَ مِنَّا"[28]

---

[24] شبلی نعمانی، تاریخ الخلفاء الراشدین، لاہور: ادارہ اسلامی مطالعہ، 1978، ج2، ص158

[25] القرآن، 34:39

[26] النحل، 16:90

[27] نہج البلاغہ، خطبہ 216، قاہرہ: دار المعارف، 1960، ص344

[28] ابن ماجہ، السنن، کتاب التجارات، حدیث 2224، بیروت: دار الفکر، 1998، ج2، ص735

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"جس نے مال میں دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔"

یہ حدیث حضرت علیؓ کے تجارتی اصولوں کا عملی اظہار ہے۔ وہ دھوکہ دہی کو محض ایک انفرادی گناہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسے پورے سماج کے لیے نقصان دہ فعل قرار دیتے تھے۔ مساوات کا پہلو بھی حضرت علیؓ کی اقتصادی پالیسی میں واضح ہے۔ ان کے نزدیک ریاستی خزانے کے وسائل کسی مخصوص طبقے کے لیے نہیں بلکہ پوری امت کے لیے تھے۔ جب بیت المال کی تقسیم کا وقت آتا تو آپؓ سب کو برابر حصہ دیتے۔ ایک مرتبہ ان کے پاس کچھ مال آیا تو آپؓ نے فرمایا:

"ألا وإنّ إعطاء المال في غير حقّه تبذير وإسراف"[29]

"خبردار! مال کو اس کے غیر مستحق کو دینا اسراف اور تبذیر ہے۔"

یہ قول اس بات کا ثبوت ہے کہ مساوات کا مطلب بے جا خرچ یا وسائل کی غیر متوازن تقسیم نہیں بلکہ عدل وانصاف کے اصولوں کے مطابق ہر ایک کو اس کا حق دینا ہے۔ حضرت علیؓ کی اس پالیسی نے نہ صرف سماجی انصاف کو فروغ دیا بلکہ تجارتی زندگی میں بھی شفافیت اور اعتماد قائم کیا۔ اس تناظر میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

"حضرت علیؓ نے تجارت کو محض معاشی ضرورت نہیں سمجھا بلکہ ایک اخلاقی ذمہ داری تصور کیا، جس کی بنیاد عدل اور مساوات پر رکھی گئی۔ یہی اصول آج کی بزنس ایتھکس میں شفافیت، فیئر ٹریڈ، اور سماجی انصاف کے نام سے رائج ہیں۔"[30]

یوں حضرت علیؓ کا تجارتی فلسفہ نہ صرف ان کے دور میں بلکہ آج کے عالمی اقتصادی نظام کے لیے بھی ایک رہنما اصول ہے، جہاں منصفانہ تقسیم، مساوات، اور اخلاقی کاروباری رویے کو پائیدار ترقی کے لیے لازمی قرار دیا جاتا ہے۔

محنت کی اہمیت اور اخلاقی تجارتی رویہ

حضرت علیؓ کے نزدیک تجارت اور معیشت کا اصل ستون "محنت" ہے۔ وہ اس بات کے قائل تھے کہ کوئی بھی سماج اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک محنت کو اصل قدر نہ مانا جائے۔ حضرت علیؓ کا ذاتی طرزِ زندگی اس بات کا عملی نمونہ تھا۔ وہ خود کھجور کے باغات لگاتے، کنویں کھدواتے اور کھیتی باڑی کرتے تھے۔ ان کا فرمان ہے:

"قيمة كل امرئ ما يحسنه"[31]

"ہر شخص کی قدر و قیمت اس کی محنت اور ہنر سے ہے۔"

یہ قول نہ صرف فرد کی محنت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ تجارت میں اخلاقی بنیاد محنت ہی سے جڑی ہوئی ہے، کیونکہ بغیر محنت کے حاصل کردہ دولت یا ناجائز منافع معاشرت میں بداعتمادی پیدا کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں بھی رزقِ حلال کی جستجو محنت کے ذریعے کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ"[32]

"کسی نے کبھی اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا کہ جو اپنی محنت سے کھایا ہو۔"

حضرت علیؓ نے اسی حدیث کی روشنی میں تجارت کو محض سرمایہ کاری کا کھیل نہیں سمجھا بلکہ اسے محنت اور اخلاق پر قائم کیا۔ وہ ہمیشہ تاجروں کو نصیحت کرتے کہ تجارت میں جھوٹ اور دھوکہ سے اجتناب کریں اور محنت و دیانت کو اپنی پہچان بنائیں۔

ان کے ایک قول میں آتا ہے:

---

[29] نہج البلاغہ، حکمت 126، قاہرہ: دار المعارف، 1960، ص 481

[30] محمد حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1961، ص 212

[31] نہج البلاغہ، حکمت 81، قاہرہ: دار المعارف، 1960، ص 472

[32] بخاری، الصحیح، کتاب البیوع، حدیث 2072، بیروت: دار ابن کثیر، 1987، ج 3، ص 32

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"مَن طَلَبَ شيئا مِنْ فُضُول الدُّنْيَا فَاتَّهِمْهُ عَلَى دِينِهِ"[33]

"جو شخص دنیا کی زیادتی محض بغیر محنت واخلاق کے چاہے تو اس کے دین پر بدگمانی کرو۔"

یہ قول واضح کرتا ہے کہ محض ناجائز طریقے سے دولت کمانا دین کی روح کے خلاف ہے، جب کہ حلال محنت کے ذریعے حاصل کی گئی کمائی نہ صرف جائز ہے بلکہ باعث برکت بھی ہے۔ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"حضرت علیؓ کے نزدیک تجارت میں محنت اور دیانت کو لازم وملزوم قرار دیا گیا۔ وہ اس بات کو سمجھتے تھے کہ اخلاقی اصولوں پر مبنی تجارت ہی ایک پائیدار معیشت کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔"[34]

حضرت علیؓ کے ان اقوال اور عملی زندگی کا مطالعہ اس نتیجے پر پہنچاتا ہے کہ تجارت کو اخلاق سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ان کے نزدیک محنت صرف جسمانی مشقت نہیں تھی بلکہ اس میں دیانت، شفافیت اور حق دار کو اس کا حق دینا بھی شامل تھا۔ یہی اصول آج کی کاروباری اخلاقیات (Business Ethics) میں "Fair Trade"، "Transparency" اور "Corporate Honesty" کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

محدود وسائل میں اخلاقی فیصلہ سازی

حضرت علیؓ کی خلافت کا دور سیاسی و سماجی فتنوں سے بھرپور تھا، جس میں معاشی مشکلات اور وسائل کی کمی ایک بڑا مسئلہ تھی۔ مگر اس کے باوجود حضرت علیؓ نے ہر فیصلہ انصاف اور اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر کیا۔ان کا یہ اصول تھا کہ قلیل وسائل کے باوجود کسی کا حق ضائع نہ ہو اور بیت المال کو صرف عدل و مساوات کے ساتھ تقسیم کیا جائے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ"[35]

"اور ان کے مالوں میں مقرر حصہ ہے مانگنے والے اور محروم کے لیے۔"

حضرت علیؓ نے اس آیت کی روشنی میں بیت المال کو ہمیشہ عوامی امانت سمجھا اور کبھی کسی مخصوص طبقے کو فوقیت نہ دی۔ان کا اصول یہ تھا کہ محدود وسائل کو بھی عدل و مساوات کے ساتھ اس طرح تقسیم کیا جائے کہ محروم طبقہ معاشرتی بہبود سے محروم نہ رہے۔

ان کا ایک مشہور قول ہے:

"إنّ الله فرض على أئمة العدل أن يقدّروا أنفسهم بضعفة الناس"[36]

"اللہ نے عادل حکمرانوں پر لازم کیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کا معیار کمزور طبقے کے معیار کے برابر رکھیں۔"

یہ قول واضح کرتا ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک محدود وسائل میں فیصلہ سازی کا مطلب یہ نہیں تھا کہ حکمران اور خواص اپنی آسائشیں باقی رکھیں اور عوام فاقوں پر مجبور ہوں۔ بلکہ وہ حکمران طبقے کو بھی پابند کرتے کہ وہ اپنے معیارِ زندگی کو نچلے طبقے کے قریب لائیں تاکہ سماجی عدل برقرار رہے۔ حضرت علیؓ کی ایک مشہور روایت ہے کہ جب ان کے پاس بیت المال میں کچھ مال آتا تو وہ اس کو فوراً عوام میں تقسیم کر دیتے اور کبھی ذخیرہ نہ کرتے۔ایک مرتبہ فرمایا:

"يا صفراء ويا بيضاء! غُرّي غيري"[37]

"اے سونے اور چاندی! جا کسی اور کو دھوکہ دے، مجھے نہیں۔"

یہ قول دراصل اس بات کی عملی دلیل ہے کہ حضرت علیؓ نے دولت کو اپنی ذات کے لیے جمع نہ کیا بلکہ محدود وسائل کو بھی عدل و شفافیت کے ساتھ عوامی فلاح میں استعمال کیا۔ڈاکٹر مشتاق احمد اپنی تحقیق میں لکھتے ہیں:

---

[33] نہج البلاغہ، حکمت 126، قاہرہ: دار المعارف، 1960، ص 481

[34] یوسف القرضاوی، فقہ الزکاۃ، قاہرہ: مکتبہ وہبہ، 1973، ج 1، ص 224

[35] الذاریات، 51:19

[36] نہج البلاغہ، خطبہ 209، قاہرہ: دار المعارف، 1960، ص 338

[37] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت: دار صادر، 1968، ج 3، ص 25

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"حضرت علیؓ کی فیصلہ سازی کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ وہ وسائل کی قلت کو بہانہ بنا کر عوامی حقوق کو نظرانداز نہیں کرتے تھے، بلکہ کم وسائل کو بھی عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم کر کے سماجی اعتماد کو قائم رکھتے تھے۔"[38]

یہی اصول آج کے معاصر معاشی مباحث میں "Ethical Decision Making in Scarcity" کے نام سے جانا جاتا ہے، جہاں وسائل کی کمی کے باوجود فیصلے اخلاقی بنیادوں پر کیے جاتے ہیں۔ حضرت علیؓ کا یہ رویہ اس بات کی روشن مثال ہے کہ اسلامی اقتصادی فکر میں محدود وسائل بھی عدل، مساوات اور اخلاقی ذمہ داری کے تحت استعمال کیے جاتے ہیں۔

قرآن وسنت میں کاروباری اصول

اسلامی نظامِ معیشت کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے اور ان دونوں میں تجارت و معیشت کے اصول نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن کریم میں تجارت کو انسانی معاشرت کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے مگر اس کے ساتھ اخلاقی حدود اور عدل وانصاف کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"[39]

"اور اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔"

یہ آیت اسلامی معیشت کا بنیادی اصول متعین کرتی ہے کہ کاروبار جائز ہے لیکن اس میں سود جیسی غیر اخلاقی اور ظالمانہ صورت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن تجارت کو صرف جائز ہی نہیں سمجھتا بلکہ اسے انسانی فطرت کے مطابق ایک ذریعہ معاش قرار دیتا ہے، تاہم اس پر عدل واخلاق کی شرط عائد کرتا ہے۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"اسلام نے تجارت کو اس کی جائز صورتوں میں برقرار رکھا اور ناجائز صورتوں کو ختم کیا تاکہ معیشت میں عدل اور شفافیت قائم ہو۔"[40]

اسی طرح قرآن میں ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ"[41]

"پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں کمی نہ دو۔"

یہ حکم اس بات کی صریح دلیل ہے کہ تجارت میں شفافیت، ایمانداری اور انصاف بنیادی اصول ہیں۔ دھوکہ دہی، ناپ تول میں کمی، اور ناجائز منافع خوری کو قرآن نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ حکم دراصل تجارت میں عدل ومساوات کو قائم کرنے کے لیے دیا گیا تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔"[42]

سنتِ نبویؐ بھی ان اصولوں کی تائید کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصدّيقين والشهداء"[43]

---

[38] مشتاق احمد، اسلامی نظامِ معیشت اور خلفائے راشدین، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1988، ص 191

[39] البقرہ، 2:275

[40] ابوالاعلیٰ مودودی، سود، لاہور: ترجمان القرآن، 1960، ص 42

[41] الانعام، 6:152

[42] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، قاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1964، ج 7، ص 312

[43] ترمذی، الجامع، کتاب البیوع، حدیث 1209، بیروت: دار الفکر، 1996، ج 3، ص 498

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

یہ حدیث اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ تجارت میں سچائی اور امانت داری محض ایک اخلاقی قدر نہیں بلکہ ایک دینی مرتبہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"تاجر اگر اپنے لین دین میں صداقت اور دیانت کو لازم پکڑے تو اس کی کمائی عبادت کا درجہ اختیار کر لیتی ہے۔"[44]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے دھوکہ دہی سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

"مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا"[45]

"جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔"

یہ اصول آج کی بزنس ایتھکس میں "Consumer Protection" اور "Fair Dealing" کے اصولوں سے ہم آہنگ ہیں۔ اسلام نے 14 صدی پہلے ہی ان اخلاقی بنیادوں کو قائم کر دیا جو آج کے جدید اقتصادی نظریات میں نئی اصطلاحات کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔

قرآن وسنت میں کاروباری اصول

اسلامی معیشت کی اساس قرآن وسنت پر ہے، اور ان دونوں میں تجارت ومعیشت کے لیے واضح اصول موجود ہیں جو نہ صرف افراد کے باہمی تعلقات کو منظم کرتے ہیں بلکہ معاشرتی انصاف، شفافیت اور اعتماد کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر عدل، امانت، صدق اور باہمی رضامندی کو کاروباری لین دین کی بنیاد قرار دیا ہے، جبکہ سنتِ نبوی ﷺ نے عملی مثالوں کے ذریعے ان اصولوں کو مجسم کر کے دکھایا۔

تجارتی انصاف اور عدل کا اصول

قرآن مجید میں عدل کو معیشت کا بنیادی ستون قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى "[46]

"بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل کا، احسان کا اور قرابت دار کو دینے کا۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ کاروباری اصولوں میں عدل اور احسان کی پاسداری محض اخلاقی فضیلت نہیں بلکہ دینی حکم ہے۔ مفسر قرطبیؒ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"العدل أساس المعاملات، وبه يستقيم أمر الناس في تجارتهم وأموالهم."[47]

"عدل معاملات کی اساس ہے اور اسی کے ذریعے لوگوں کا نظام تجارت اور ان کے اموال درست رہتے ہیں۔"

یہاں عدل کو صرف ایک قانونی تقاضا نہیں بلکہ اجتماعی معاشرتی فلاح کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔

دھوکہ دہی اور ناپ تول میں کمی کی ممانعت

تجارت میں دیانت داری کے اصول کو قرآن نے خصوصی طور پر ناپ تول کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ سورۃ المطففین میں فرمایا گیا:

"وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ. الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ. وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ."[48]

---

[44] شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، دہلی: مطبع مجتبائی، 1885، ج2، ص114

[45] مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، حدیث 102، بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1991، ج1، ص99

[46] النحل 16:90

[47] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج9، قاہرہ: دارالکتب المصریۃ، 1989، ص712

[48] المطففین 83:1-3

ترجمہ: "ہلاکت ہے ان کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ جب لوگوں سے ناپ لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں، اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا دیتے ہیں۔"

امام رازی اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"التطفيف وإن صغر فهو سبب في فساد الثقة بين التجار، وإذا فسدت الثقة فسدت المعاملات."[49]

ترجمہ: "تطفیف (یعنی ناپ تول میں معمولی کمی) بھی دراصل تاجروں کے درمیان اعتماد کو تباہ کر دیتی ہے، اور جب اعتماد ٹوٹ جائے تو تمام معاملات بگڑ جاتے ہیں۔"

یہ اصول جدید بزنس ایتھکس میں "Transparency" اور "Fair Dealing" کے نام سے جانا جاتا ہے، جس کی جڑیں قرآن کی ان تعلیمات میں واضح طور پر نظر آتی ہیں۔

سود (ربا) کی حرمت

قرآن نے واضح طور پر سود کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ استحصالی اور غیر عادلانہ نظام کو جنم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"[50]

"اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام قرار دیا۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"الرِّبا ظلم بَيِّن؛ لأن فيه أخذ المال من غير عوض، والبيع قائم على التراضي والمنفعة المتبادلة."[51]

"سود کھلا ہوا ظلم ہے کیونکہ اس میں بغیر کسی عوض کے مال لینا شامل ہے، جبکہ تجارت باہمی رضامندی اور باہمی منفعت پر قائم ہے۔"

یہ اصول آج کی عالمی معیشت میں "Unjust Enrichment" کے تصور سے قریب ہے اور اسلامی معیشت کی اخلاقی بنیادوں کو مزید مستحکم کرتا ہے۔

1. سنتِ نبوی ﷺ اور تجارتی اخلاقیات

نبی کریم ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں دیانت اور امانت کو تجارت کی روح قرار دیا۔ حدیث مبارکہ ہے:

قال رسول اللہ ﷺ:

"التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ."[52]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

اس حدیث کی روشنی میں تجارت کو محض دنیاوی مشغلہ نہیں بلکہ دینی درجہ بھی دیا گیا، جو کہ عصر حاضر کی بزنس ایتھکس میں "Professional Integrity" کے ہم معنی ہے۔

فقہی نظریات اور معاصر اقتصادی اخلاقیات کا تجزیہ

---

[49] فخر الدين الرازي، التفسير الكبير، بيروت: دار احياء التراث العربي، 1992، ج 31، ص 85

[50] البقرة 2:275

[51] ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، بيروت: دار المعرفة، 1997، ج 1، ص 326

[52] ترمذی، کتاب البیوع، حدیث: 1209

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

اسلامی فقہ صدیوں تک مسلم معاشرت اور اقتصادی ڈھانچے کی فکری و عملی رہنمائی کرتی رہی ہے۔ فقہائے اسلام نے قرآن و سنت کی روشنی میں تجارت، اجارہ، شرکت، مضاربہ، مکاتبت، صکوک، قرض اور وقف جیسے متعدد معاشی اداروں کے اصول مرتب کیے جو نہ صرف اس وقت کی ضروریات کے مطابق تھے بلکہ آج بھی بزنس ایتھکس کے معیاری اصولوں سے ہم آہنگ دکھائی دیتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں جب معیشت عالمی تناظر میں سرمایہ دارانہ (Capitalism) اور اشتراکی (Socialism) نظاموں کے درمیان مختلف رخ اختیار کر رہی ہے، اسلامی فقہی اصول ایک توازن فراہم کرتے ہیں، جو عدل، شفافیت، امانت اور سماجی انصاف پر مبنی ہے۔

فقہی نظریات کی بنیاد اور اخلاقی جہت

فقہائے کرام نے ہمیشہ معیشت کو محض منافع کمانے کا ذریعہ نہیں سمجھا بلکہ اسے اخلاقی اور دینی ذمہ داری کا حصہ قرار دیا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تجارت کا بنیادی اصول "رضا" اور "امانت" ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ"[53]

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ، مگر یہ کہ وہ تجارت ہو جو آپس کی رضامندی سے ہو۔"

امام جصاصؒ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فيها دليل على أن صحة التجارة إنما تكون برضا المتبايعين، وبه تبطل المعاملات القائمة على الغش أو الإكراه."[54]

ترجمہ: "یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ تجارت کی صحت صرف باہمی رضامندی پر موقوف ہے، اور اس کے ذریعے دھوکہ یا جبر پر قائم معاملات باطل قرار پاتے ہیں۔"

یہ اصول جدید اخلاقی معیشت میں "Free Consent" اور "Transparency" کے بنیادی اصولوں سے مطابقت رکھتا ہے۔

معاصر اقتصادی اخلاقیات اور اسلامی فقہ

مغربی بزنس ایتھکس کا بڑا حصہ ""Corporate Social Responsibility (CSR)"، Accountability"" اور "Fairness" پر مشتمل ہے۔ یہ تینوں نکات اسلامی فقہ کے اصولوں سے ہم آہنگ ہیں:

کارپوریٹ سوشل ریسپانسبلٹی (CSR):

اسلامی وقف کا ادارہ (Waqf) اس کی بہترین مثال ہے۔ وقف کے ذریعے ذاتی دولت کو سماجی بھلائی کے لیے مختص کر دینا وہی اصول ہے جسے آج CSR کہا جاتا ہے۔

اکاؤنٹیبلٹی (Accountability):

اسلام میں احتساب صرف دنیاوی اداروں تک محدود نہیں بلکہ اخروی جوابدہی بھی شامل ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

"فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ."[55]

"پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔"

یہ تصور آج کی بزنس ایتھکس میں "Accountability and Audit Systems" کے ہم معنی ہے۔

انصاف اور مساوات (Fairness & Equity):

---

[53] النساء 4:29

[54] الجصاص، أحكام القرآن، بیروت: دار إحياء التراث العربي، 1992، ج2، ص 182

[55] الزلزال 99:7-8

فقہائے اسلام نے "مضاربہ" اور "شرکت" جیسے اصولوں میں منافع اور نقصان کی شراکت کا تصور دیا، جو جدید بزنس ماڈلز میں "Profit Sharing" اور "Risk Management" کے قریب ہے۔

فقہی اصول اور جدید بزنس چیلنجز

اسلامی فقہ میں سود کی حرمت معاصر بزنس اخلاقیات کو ایک الگ سمت دیتی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں سودی بنیادیں موجود ہیں جو دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا باعث بنتی ہیں، جب کہ اسلامی فقہ میں ربا کو ظلم قرار دیا گیا۔ جیسا کہ امام ابن قیمؒ نے لکھا:

"الربا ظلم بيّن، والله حرمه لما فيه من أكل المال بالباطل وإفقار الناس."[56]

"سود کھلا ہوا ظلم ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اس لیے حرام کیا کہ اس میں ناحق مال کھانا اور لوگوں کو مفلسی میں مبتلا کرنا ہے۔"

یہ اصول آج کے "Ethical Finance" اور "Islamic Banking" کی بنیاد فراہم کرتا ہے، جو معاصر معیشت میں استحصال کے بجائے شراکت داری کو فروغ دیتا ہے۔

عصر حاضر کے کاروباری رویے اور اسلامی اخلاقیات کا تجزیہ

عصر حاضر کی معیشت تیز رفتار گلوبلائزیشن، سرمایہ دارانہ ڈھانچے، ٹیکنالوجی کی بالادستی اور کثیر القومی اداروں کے غلبے سے عبارت ہے۔ کاروباری ادارے اب محض قومی سطح تک محدود نہیں رہے بلکہ عالمی سطح پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ اس تناظر میں بزنس ایتھکس کے معیارات جیسے شفافیت (Transparency)، کارپوریٹ سماجی ذمہ داری (CSR)، منصفانہ تجارت (Fair Trade)، اور صارفین کے حقوق (Consumer Rights) نہایت اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔ تاہم، اگر ان اصولوں کا تجزیہ اسلامی اخلاقیات کے تناظر میں کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے چودہ سو سال قبل ہی ایسے رہنما اصول فراہم کر دیے تھے جو آج کے بزنس ایتھکس سے نہ صرف ہم آہنگ ہیں بلکہ ان سے زیادہ ہمہ گیر اور جامع ہیں۔

منافع پسندی اور سماجی انصاف

عصر حاضر کے کاروباری رویوں میں منافع خوری اولین مقصد ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیاں اکثر زیادہ سے زیادہ منافع کے لیے ماحولیات، مزدوروں کے حقوق اور صارفین کی فلاح کو نظرانداز کر دیتی ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی تعلیمات میں معاشی سرگرمیوں کو سماجی انصاف سے جوڑا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ"[57]

ترجمہ: "تاکہ دولت تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتی رہے۔"

یہ اصول جدید بزنس ایتھکس میں "Wealth Distribution" اور CSR کے بنیادی ڈھانچے سے ہم آہنگ ہے۔ اسلامی اخلاقیات کاروبار کو محض منافع کے لیے نہیں بلکہ سماجی فلاح کے لیے ذریعہ قرار دیتی ہیں۔

شفافیت اور بدعنوانی کا خاتمہ

آج کی دنیا میں کرپشن، ٹیکس چوری، رشوت اور مالیاتی دھوکہ دہی بڑے چیلنج ہیں۔ شفافیت (Transparency) جدید بزنس ایتھکس کا اہم جزو ہے۔ اسلام نے اس تصور کو پہلے ہی ناپ تول کے نظام میں عدل کے حکم کے ذریعے بیان کر دیا:

"وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ"[58]

---

[56] ابن القیم، إعلام الموقعين، بیروت: دار الكتب العلمية، 1991، ج2، ص87

[57] الحشر 59:7

[58] الانعام 6:152

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"اور پورا ناپ دو اور انصاف کے ساتھ تول کرو۔"

امام طبری اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"إن الله أمر بالعدل في المعاملات ليأمن الناس من الغبن والظلم."[59]

"اللہ نے معاملات میں عدل کا حکم دیا تاکہ لوگ نقصان اور ظلم سے محفوظ رہیں۔"

یہی اصول جدید بزنس ماڈلز میں Anti-Corruption Policies اور Fair Dealings کے نام سے رائج ہیں۔

محنت کشوں کے حقوق اور مزدوروں کی عزت

عالمی سطح پر مزدور استحصال (Exploitation) کا شکار ہیں، کم اجرت، غیر محفوظ ماحول اور طویل اوقات کار آج کے کاروباری رویوں کی تلخ حقیقت ہے۔ اسلام نے مزدوروں کے حقوق کو بنیادی اہمیت دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ."[60]

ترجمہ: "مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔"

یہ تعلیم جدید بزنس ایتھکس میں "Labor Rights" اور "Fair Wages" کے اصول کے عین مطابق ہے۔

صارفین کے حقوق اور معیاری پیداوار

جدید معیشت میں صارفین کے حقوق کے تحفظ پر زور دیا جا رہا ہے تاکہ ناقص، مضر یا غیر معیاری مصنوعات بیچنے سے اجتناب کیا جا سکے۔ اسلام نے اس تصور کو صدیوں پہلے واضح کر دیا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بازار سے گزرے اور ایک غلہ فروش کے پاس رکے۔ جب آپ ﷺ نے غلہ میں ہاتھ ڈالا تو نیچے کی نمی پائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ. قَالَ: "أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي."[61]

"یہ کیا ہے اے اناج والے؟ اس نے کہا: بارش کی وجہ سے بھیگ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم نے اسے اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ دیکھ لیں؟ سنو! جو دھوکہ دے وہ مجھ سے نہیں۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلام صارفین کے حقِ انتخاب اور شفاف معلومات کی ضمانت دیتا ہے۔

ماحولیاتی ذمہ داری اور کاروباری اخلاقیات

آج کی بزنس ایتھکس میں ماحولیات کی حفاظت کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ ماحولیاتی آلودگی، وسائل کے بے جا استعمال اور قدرتی توازن کو بگاڑنا کاروباری اداروں پر تنقید کا باعث بنتا ہے۔ اسلام نے فطرت کی حفاظت کو عبادت کے زمرے میں شامل کیا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا"[62]

"اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ بعد اس کے کہ وہ درست کی جا چکی ہے۔"

یہ اصول آج کے "Sustainable Development" اور "Green Business" کے تصورات کے لیے اسلامی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

گلوبلائزیشن اور اسلامی بزنس ایتھکس

---

[59] طبری، جامع البیان عن تأویل آي القرآن، بیروت: دار الفکر، 1984، ج8، ص432

[60] ابن ماجہ، کتاب الرھون، حدیث: 2443

[61] مسلم، کتاب الإیمان، حدیث: 101

[62] الاعراف 7:56

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

موجودہ دور میں کثیر القومی کمپنیاں دنیا بھر کے معاشی وسائل پر قابض ہیں۔ان اداروں کے فیصلے براہِ راست کمزور معاشروں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔اسلامی بزنس ایتھکس میں طاقتور کو کمزور کے حق کا نگہبان بنایا گیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"المسلم أخو المسلم، لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره."[63]

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے سہارا چھوڑتا ہے اور نہ اس کو حقیر جانتا ہے۔"

یہ تصور بزنس ایتھکس میں "Human Dignity" اور "Social Justice" کے اصول کے ہم معنی ہے۔

کارپوریٹ سوشیل ریسپانسبلٹی (CSR) اور شفافیت

عصر حاضر میں کاروباری ادارے محض منافع کمانے والی مشینیں نہیں رہے بلکہ ان پر سماجی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا تقاضا بھی کیا جاتا ہے۔جدید بزنس ایتھکس میں اس تصور کو کارپوریٹ سوشیل ریسپانسبلٹی (CSR) کہا جاتا ہے، جس کے تحت ادارے اپنے وسائل کا کچھ حصہ سماجی بہبود، ماحولیات کی حفاظت، تعلیم و صحت کے فروغ اور غریب طبقات کی مدد پر خرچ کرتے ہیں۔اسی طرح شفافیت (Transparency) آج کی معیشت کا بنیادی اصول ہے، جو بدعنوانی کے خاتمے اور اعتماد کے فروغ کا ذریعہ ہے۔اسلامی اخلاقیات میں یہ دونوں عناصر صدیوں قبل قرآن و سنت اور فقہی اصولوں کے ذریعے نہایت واضح انداز میں پیش کیے جا چکے ہیں۔

CSR اور اسلامی تعلیمات

اسلام نے فرد اور ادارے دونوں کو یہ ذمہ داری دی کہ وہ سماج کی فلاح اور کمزور طبقات کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کریں۔قرآن میں ارشاد ہے:

"وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ"[64]

"اور ان کے اموال میں سوال کرنے والے اور محروم کا حق تھا۔"

امام فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"الآية تدل على أن للفقير حقًا في مال الغني، وليس ذلك تفضلاً بل واجبًا شرعيًا."[65]

"یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ فقیر کا مالدار کے مال میں حق ہے، اور یہ کوئی احسان نہیں بلکہ شرعی فرض ہے۔"

یہ اصول آج کے CSR سے کہیں زیادہ مضبوط ہے کیونکہ اسلام اسے محض اخلاقی ذمہ داری نہیں بلکہ دینی فریضہ قرار دیتا ہے۔

خیرات، وقف اور CSR

اسلامی تاریخ میں وقف (Waqf) CSR کی سب سے عملی مثال ہے۔وقف کے ذریعے ذاتی وسائل کو مستقل طور پر عوامی فلاح کے لیے وقف کر دیا جاتا تھا۔مدارس، ہسپتال، کاروان سرائے، کنویں اور یتیم خانے اسی نظام کے تحت قائم ہوئے۔امام سیوطی لکھتے ہیں:

"ما بُنيت المدارس والمستشفيات في بلاد المسلمين إلا بأموال الأوقاف."[66]

ترجمہ: "مسلمانوں کے علاقوں میں مدارس اور ہسپتال وقف کی دولت ہی سے تعمیر ہوئے۔"

CSR کے جدید ماڈلز اسی اسلامی روایت کی بازگشت معلوم ہوتے ہیں۔

شفافیت (Transparency) اور اسلامی اصول

جدید بزنس ایتھکس میں شفافیت کو بدعنوانی کے خاتمے، اعتماد کے فروغ اور معیاری فیصلہ سازی کے لیے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اسلام میں یہ اصول "امانت" اور "صدق" کے عنوان سے بیان ہوا ہے۔قرآن میں ارشاد ہے:

---

[63] بخاری، کتاب الادب، حدیث: 2442

[64] الذاریات 51:19

[65] فخر الدين الرازي، التفسير الكبير، بيروت: دار احیاء التراث العربي، 1992، ج 28، ص 73

[66] جلال الدين السيوطي، تاریخ الخلفاء، بيروت: دار الكتب العلمية، 1996، ص 245

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا"[67]

ترجمہ: "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو پہنچاؤ۔"

امام قرطبیؒ اس آیت پر تبصرہ کرتے ہیں:

"الأمانة تشمل الأموال والمعاملات وسائر ما يُستحفظ عليه الإنسان."[68]

ترجمہ: "امانت میں اموال، لین دین اور ہر وہ چیز شامل ہے جس کی حفاظت انسان کے ذمے دی گئی ہے۔"

یہی اصول آج کے بزنس اداروں میں Transparency، Accountability اور Ethical Auditing کے نام سے رائج ہیں۔

دھوکہ دہی کی مذمت

رسول اللہ ﷺ نے واضح الفاظ میں دھوکہ دہی کو مسترد کیا:

"مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي."[69]

ترجمہ: "جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں۔"

یہ تعلیم CSR اور Transparency دونوں کی اخلاقی بنیاد ہے، کیونکہ صارفین اور سرمایہ کاروں کے اعتماد کا دارومدار دیانت داری پر ہے۔

جدید CSR ماڈلز اور اسلامی اصول

1. CSR میں Environment Protection ← قرآن کا حکم "لا تفسدوا في الأرض"[70]
2. CSR میں Labor Rights ← حدیث: "أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه"[71]
3. CSR میں Community Welfare ← وقف کی اسلامی روایت
4. Transparency in Corporate Governance ← قرآن کا اصول "أوفوا الكيل والميزان بالقسط"[72]

سود، دھوکہ اور معاصر معیارات کے مطابق اسلامی مطابقت

اسلامی اقتصادی فکر میں سود (ربا) اور دھوکہ دہی (غش، تدلیس) کی ممانعت کو بنیادی اصولی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن و سنت نے بارہا اس بات پر زور دیا ہے کہ مالی لین دین عدل، شفافیت اور امانت پر قائم ہونا چاہیے۔ عصر حاضر میں بزنس ایتھکس، عالمی معیارات اور کارپوریٹ گورننس کے اصول بھی انہی قدروں کو اجاگر کرتے ہیں۔ اس باب میں ہم دیکھیں گے کہ کس طرح اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود اور دھوکہ دہی کی حرمت عصر حاضر کے کاروباری معیارات کے ساتھ ہم آہنگ ہے، اور یہ اصول جدید کاروباری اخلاقیات (Business Ethics) اور انٹرنیشنل ریگولیشنز (International Regulations) کے ساتھ کس طرح مطابقت رکھتے ہیں۔

سود (ربا) کی حرمت اور معاصر فنانشل سسٹم

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

---

[67] النساء 4:58

[68] القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1989، ج 5، ص 257

[69] مسلم، کتاب الایمان، حدیث: 101

[70] الاعراف 7:56

[71] ابن ماجہ، حدیث: 2443

[72] الانعام 6:152

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا ۗ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"[73]

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) ایسے کھڑے ہوں گے جیسے کوئی شخص شیطان کے اثر سے پاگل ہو گیا ہو۔ یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں بیع (خرید و فروخت) بھی تو سود ہی جیسی ہے، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔"

اس آیت میں واضح طور پر سود اور تجارت میں فرق کو بیان کیا گیا ہے۔ تجارت حقیقی تبادلۂ منافع اور خدمت ہے جبکہ سود استحصال اور غیر منصفانہ زیادتی ہے۔ جدید بینکاری میں بھی سودی نظام پر شدید تنقید کی جاتی ہے اور اسلامی بینکاری نے اس کا متبادل فراہم کیا ہے، جیسے مشارکہ، مضاربہ اور اجارہ کے اصول۔ یہ اصول آج کی ایڈورڈ فری مین کی Stakeholder Theory اور UN Global Compact Principles کے ساتھ ہم آہنگ ہیں کیونکہ یہ مالیاتی انصاف اور سب کی شمولیت پر زور دیتے ہیں۔

دھوکہ دہی اور تجارتی بددیانتی کی حرمت

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا"[74]

"جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔"

یہ فرمان تجارتی اخلاقیات کا بنیادی ستون ہے۔ دھوکہ دہی صرف کسی فرد کے ساتھ زیادتی نہیں بلکہ پورے معاشی نظام کو کھوکھلا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ جدید بزنس ایتھکس اور ISO 37001 (Anti-Bribery Management Systems) جیسے عالمی معیارات بھی اسی شفافیت اور ایمانداری کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ اس پہلو سے اسلام اور عصر حاضر کی بزنس ایتھکس میں حیرت انگیز مطابقت ہے۔

شفافیت (Transparency) اور اخلاقی معیارات

اسلامی تعلیمات میں شفافیت کو امانت کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ نے تجارتی معاملات میں ہمیشہ کھلے حساب کتاب اور انصاف کو اپنایا۔ معاصر دور میں کارپوریٹ سوشل ریسپانسبلٹی (CSR) اور گلوبل رپورٹنگ انیشی ایٹو (GRI) بھی کمپنیوں سے شفاف مالیاتی رپورٹنگ کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ اصول اسلامی ہدایات کے عین مطابق ہیں۔

اسلامی اصول اور عالمی اقتصادی مکالمہ

اسلامی تعلیمات کے مطابق سود، دھوکہ دہی اور مالی بدعنوانی صرف انفرادی گناہ نہیں بلکہ معاشرتی و عالمی معاشی بدحالی کے اسباب بھی ہیں۔ عصر حاضر کے ماہرینِ اقتصادیات بھی 2008 کے عالمی مالیاتی بحران کی بڑی وجہ سودی نظام اور شفافیت کی کمی کو قرار دیتے ہیں۔ اس تناظر میں اسلامی معیشت کے اصول نہ صرف مذہبی بنیادوں پر بلکہ عالمی معیارات کے مطابق بھی ایک پائیدار (sustainable) اور انصاف پر مبنی نظام کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔

اسلامی اصول کی روشنی میں کاروباری پالیسیز

اسلامی تعلیمات میں معاشی اور تجارتی اصولوں کو صرف لین دین تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ انہیں وسیع تر سماجی، اخلاقی اور حکومتی پالیسیوں کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ قرآن و سنت نے کاروباری پالیسیوں کے لیے ایسے رہنما خطوط فراہم کیے ہیں جو نہ صرف انفرادی سطح پر بلکہ اجتماعی اور ریاستی سطح پر بھی عدل، شفافیت اور ذمہ داری کو یقینی بناتے ہیں۔ عصر حاضر میں جب کارپوریٹ پالیسیز (Corporate Policies) اور حکومتی ریگولیشنز (Regulations) بزنس کے لیے بنیادی فریم ورک فراہم کرتے ہیں تو یہ دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے کہ اسلامی اصول اس میدان میں کس طرح رہنمائی کرتے ہیں اور ان کا جدید عالمی پالیسیوں سے کیا تعلق ہے۔

قرآن و سنت کی رہنمائی میں پالیسی سازی

---

[73] البقرۃ 2:275

[74] صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث 101

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ"[75]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان پورے کرو۔"

یہ آیت کاروباری پالیسیوں میں کنٹریکٹ انٹیگریٹی (Contract Integrity) کی بنیادی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔ معاہدات کی پاسداری آج کے دور میں بین الاقوامی ٹریڈ ایگریمنٹس، لیبر لاز اور کارپوریٹ گورننس کا بنیادی ستون ہے۔ اسلامی تعلیمات کا یہ اصول جدید کاروباری قوانین کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

پالیسی میں عدل و انصاف کی بنیاد

حضرت علیؓ کا قول ہے:

"الْمُلْكُ يَبْقَى مَعَ الْكُفْرِ وَلَا يَبْقَى مَعَ الظُّلْمِ"[76]

ترجمہ: "حکومت کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے لیکن ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔"

اس قول میں واضح ہوتا ہے کہ پالیسی سازی میں عدل بنیادی شرط ہے۔ اگر کاروباری پالیسیاں غیر منصفانہ ہوں تو وہ عارضی فائدہ تو دے سکتی ہیں مگر پائیدار ترقی (Sustainable Development) کے لیے ناکام رہتی ہیں۔ یہی اصول آج کی ESG Policies (Environmental, Social, Governance) میں دکھائی دیتا ہے جو انصاف اور ذمہ داری پر زور دیتے ہیں۔

احتساب (Accountability) اور شفافیت

حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں بیت المال کے استعمال اور تجارتی رویوں پر باقاعدہ احتسابی اصول وضع کیے گئے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[77]

"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔"

یہ اصول واضح کرتا ہے کہ کاروباری پالیسیوں میں کارپوریٹ ریسپانسبلٹی (Corporate Responsibility) اور اکاؤنٹیبلٹی لازمی ہے۔ معاصر دور میں آڈٹ سسٹمز، انٹرنل کنٹرولز، اور ریگولیٹری فریم ورک اسی سنت کی عملی شکل ہیں۔

سود اور ناجائز منافع خوری سے اجتناب

کاروباری پالیسیوں میں سب سے اہم پہلو مالیاتی اصول ہیں۔ قرآن نے فرمایا:

"وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"[78]

"اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔"

اس آیت کے مطابق کاروباری پالیسیوں کو ایسے مالیاتی ڈھانچے پر استوار ہونا چاہیے جو استحصال سے پاک ہوں۔ آج اسلامی بینکاری اور شریعہ کمپلائنس پالیسیز اسی حکم کی عملی تعبیر ہیں۔

معاصر دنیا میں اسلامی اصولوں کی مطابقت

عالمی بزنس قوانین میں OECD Guidelines for Multinational Enterprises، UN Global Compact اور World Bank Corporate Governance Principles موجود ہیں۔ ان میں ایمانداری، انسانی حقوق کا احترام، اور پائیدار ترقی جیسے اصول شامل

---

[75] المائدة 5:1

[76] ابن تیمیہ، الحسبة في الإسلام

[77] صحیح بخاری، کتاب الأحکام، حدیث 893

[78] البقرة 2:275

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

ہیں جو اسلامی ہدایات کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات نہ صرف مذہبی دائرہ تک محدود ہیں بلکہ عالمی سطح پر پالیسی سازی کے لیے بھی ایک رہنما کردار ادا کرتی ہیں۔

جدید اقتصادی ماڈلز میں اخلاقی معیار اور عملی اصلاحات

اسلامی معیشت کی بنیادی تعلیمات نہ صرف ابتدائی اسلامی دور کے ساتھ وابستہ ہیں بلکہ یہ اصول ہر دور میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ عصر حاضر کے جدید اقتصادی ماڈلز(Modern Economic Models) جیسے سرمایہ داری(Capitalism)، اشتراکیت(Socialism) اور مخلوط معیشت(Mixed Economy) دنیا بھر میں مختلف صورتوں میں رائج ہیں، لیکن ان سب کو شدید اخلاقی بحران کا سامنا ہے۔ ان میں سود، استحصالی نظام، غیر شفافیت، اجارہ داری اور ماحولیاتی تباہی جیسے مسائل نمایاں ہیں۔ اس باب میں ہم دیکھیں گے کہ اسلامی اصول کس طرح ان ماڈلز کو اخلاقی بنیادوں پر درست کرنے کے لیے عملی اصلاحات فراہم کرتے ہیں، اور کس طرح اسلامی اقتصادی فکر بزنس ایتھکس کے جدید عالمی معیارات کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

سرمایہ داری اور اخلاقی بحران

سرمایہ داری نظام میں آزادی اور منافع کمانے پر زور دیا جاتا ہے، لیکن یہ اکثر غیر مساوی دولت کی تقسیم، غربت میں اضافہ اور مالیاتی بحران کا باعث بنتا ہے۔ قرآن کریم نے دولت کو چند ہاتھوں میں گردش کرنے سے منع فرمایا:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ"[79]

"تاکہ یہ (مال) تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔"

یہ آیت سرمایہ دارانہ اجارہ داری اور دولت کے ارتکاز کی نفی کرتی ہے۔ اسلامی اقتصادی اصول زکوۃ، صدقات، اور وقف جیسے نظام کے ذریعے دولت کی عادلانہ تقسیم کو یقینی بناتے ہیں۔ آج کی Social Responsibility Policies اور Wealth Redistribution Programs اسی اصول سے مطابقت رکھتے ہیں۔

اشتراکیت اور اسلامی اصول

اشتراکیت نے مساوات پر زور دیا لیکن فرد کی ملکیت کے حق کو ختم کر کے معاشرتی ناانصافی کو جنم دیا۔ اسلام اس کے برعکس ایک متوازن نظام فراہم کرتا ہے جس میں ملکیت کا حق بھی تسلیم کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سماجی ذمہ داری کو بھی لازم قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"المسلم أخو المسلم، لا يظلمه ولا يسلمه"[80]

ترجمہ: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے بے سہارا چھوڑتا ہے۔"

اس حدیث کی روشنی میں اسلامی نظام اشتراکیت کے برعکس انفرادی آزادی اور اجتماعی انصاف کا حسین امتزاج پیش کرتا ہے۔

جدید بینکاری اور سودی نظام کی اصلاح

2008ء کے عالمی مالیاتی بحران نے یہ ثابت کر دیا کہ سودی معیشت غیر پائیدار ہے۔ اسلامی تعلیمات میں سود کی حرمت اس بات کی ضمانت فراہم کرتی ہے کہ مالیاتی لین دین انصاف پر مبنی ہو۔ اسلامی بینکاری ماڈلز جیسے مضاربہ، مشارکہ، اجارہ، مرابحہ جدید بینکاری کے لیے پائیدار متبادل فراہم کرتے ہیں۔ یہ اصلاحات جدید فنانشل ماڈلز کو شفاف اور اخلاقی بناتی ہیں۔

ماحولیاتی اخلاقیات اور پائیدار ترقی

جدید صنعتی ماڈلز نے زمین، پانی اور ماحول کو شدید نقصان پہنچایا۔ اسلام نے ماحولیات کے تحفظ کو دینی فریضہ قرار دیا۔ قرآن میں فرمایا گیا:

---

[79] الحشر 59:7

[80] صحیح بخاری، کتاب المظالم، حدیث 2442

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا"[81]

ترجمہ: "زمین میں فساد نہ پھیلاؤ بعد اس کے کہ وہ درست کر دی گئی۔"

یہ اصول جدید دور کی Sustainable Development Goals (SDGs) کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ اسلام معاشی ترقی کو ماحول دوست (eco-friendly) اور اخلاقی حدود میں رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔

عملی اصلاحات اور عالمی بزنس ایتھکس

اسلامی اصولوں کو اپنانے سے جدید ماڈلز میں درج ذیل اصلاحات کی جاسکتی ہیں:

- شفافیت (Transparency): بزنس رپورٹس اور معاہدات میں ایمانداری۔
- سود سے اجتناب (Interest-free finance): اسلامی بینکاری ماڈلز کا فروغ۔
- سماجی انصاف (Social Justice): زکوٰۃ اور CSR کے ذریعے غربت کا خاتمہ۔
- ماحولیاتی تحفظ (Environmental Ethics): پالیسی سازی میں ماحول دوست اقدامات۔
- احتساب (Accountability): داخلی اور خارجی آڈٹ کے ذریعے بدعنوانی کا خاتمہ۔
- یوسف القرضاوی، فقہ الزکاۃ. قاہرہ: مؤسسۃ الرسالۃ، 1985۔

تجرباتی کیس اسٹڈیز اور عالمی کاروباری ماڈلز میں انطباق

اسلامی اقتصادی اصولوں کی افادیت محض نظریاتی سطح تک محدود نہیں، بلکہ ان کا اطلاق (Application) عملی طور پر بھی دنیا کے مختلف حصوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ عصر حاضر میں کئی ادارے اور ریاستیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنی کاروباری پالیسیز اور فنانشل ماڈلز تشکیل دے رہی ہیں۔ اس باب میں ہم چند تجرباتی کیس اسٹڈیز (Case Studies) اور عالمی کاروباری ماڈلز میں اسلامی اصولوں کے انطباق کا جائزہ لیں گے تاکہ یہ واضح ہو کہ اسلامی بزنس ایتھکس کس طرح عالمی سطح پر عملی اہمیت اختیار کر رہی ہے۔

اسلامی بینکاری اور فنانشل ماڈلز

اسلامی بینکاری سود کے خاتمے اور شراکت داری پر مبنی نظام کا عملی ماڈل ہے۔

کیس اسٹڈی: پاکستان اور ملائیشیا

پاکستان میں Meezan Bank اور ملائیشیا میں Bank Islam نے مضاربہ، مشارکہ اور مرابحہ پر مبنی پروڈکٹس متعارف کروا کر یہ ثابت کیا کہ اسلامی بینکاری نہ صرف ممکن ہے بلکہ سرمایہ کاروں اور صارفین دونوں کے لیے پرکشش بھی ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

"وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"[82]

ترجمہ: "اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔"

یہ عملی اطلاق اسلامی اصول کی معاصر بینکاری میں براہِ راست شمولیت کا ثبوت ہے۔

کارپوریٹ سوشل ریسپانسبلٹی (CSR)

اسلام نے مال کی تقسیم اور سماجی انصاف پر زور دیا ہے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی عملی زندگی اس کی روشن مثال ہے۔

کیس اسٹڈی: قطر اور سعودی عرب

---

[81] الاعراف 7:56

[82] البقرۃ 2:275

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
Vol.03 No.03 (2025)

قطر انویسٹمنٹ اتھارٹی اور سعودی کمپنیوں نے CSR پروگرامز کے تحت تعلیم، صحت اور ماحولیات میں سرمایہ کاری کی، جس سے سماجی انصاف کے اسلامی اصولوں کا عملی مظاہرہ ہوا۔ قرآن میں ہے:

"وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ"[83]

"اور اس (فصل) کا حق اس کی کٹائی کے دن ادا کرو۔"

یہ آیت CSR کی بنیاد فراہم کرتی ہے کہ دولت کی پیداوار کے ساتھ ہی اس کا حصہ مستحقین کو دینا لازم ہے۔

تجارتی شفافیت اور معیارات

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ"[84]

ترجمہ: "سچا اور امانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

کیس اسٹڈی: دبئی (UAE)

دبئی انٹرنیشنل فنانشل سنٹر (DIFC) نے شفاف آڈٹ قوانین اور انٹرنیشنل بزنس اسٹینڈرڈز متعارف کروائے جو اسلامی اخلاقیات کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ نتیجتاً دبئی مشرقِ وسطیٰ کا سب سے بڑا بزنس حب بن گیا۔

کیس اسٹڈی: انڈونیشیا

انڈونیشیا میں اسلامی مائیکروفنانس ادارے (Islamic Microfinance Institutions) ماحول دوست پروجیکٹس کے لیے سرمایہ فراہم کرتے ہیں، مثلاً گرین انرجی اور زرعی ترقی۔ یہ براہِ راست قرآن کے حکم پر مبنی ہے:

"وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا"[85]

"زمین میں فساد نہ کرو بعد اس کے کہ اسے درست کر دیا گیا ہے۔"

عالمی کاروباری ماڈلز میں اسلامی اصول کا انطباق

اسلامی مالیاتی ماڈلز: عالمی سطح پر Dow Jones Islamic Index اور FTSE Shariah Index قائم ہو چکے ہیں، جو صرف شریعت کے مطابق کاروباروں کو شامل کرتے ہیں۔

- **اقوامِ متحدہ (UN) اور اسلامی اصول:** UN Global Compact کے 10 اصول شفافیت، انسانی حقوق اور ماحولیاتی تحفظ پر زور دیتے ہیں، جو اسلامی بزنس ایتھکس کے ساتھ مکمل طور پر مطابقت رکھتے ہیں۔

خلاصہ

اسلامی تاریخ میں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے اقتصادی و تجارتی اصول نہ صرف اس دور کے معاشی استحکام کے ضامن تھے بلکہ آنے والے ادوار کے لیے ایک ہمہ گیر اور پائیدار اخلاقی و عملی ضابطہ بھی فراہم کرتے ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اپنی خلافت میں تجارت کو شفافیت، امانت اور دیانت کے اصولوں پر استوار کیا۔ ان کے مالی اور تجارتی رویوں نے نہ صرف اسلامی ریاست کی معیشت کو مضبوط کیا بلکہ سماج میں دولت کی منصفانہ تقسیم اور رفاہِ عامہ کے اداروں کو فروغ دیا۔ دوسری جانب حضرت علیؓ نے عدل، مساوات، محنت کی اہمیت اور اخلاقی فیصلہ سازی پر زور دیا اور محدود وسائل میں بھی انصاف پر مبنی معاشی پالیسیاں قائم کیں۔ عصرِ حاضر میں بزنس ایتھکس کے بنیادی تصورات جیسے شفافیت، احتساب، کارپوریٹ سوشل ریسپانسبلٹی (CSR)، ماحولیاتی تحفظ، سود سے اجتناب اور وسائل کی منصفانہ تقسیم اسلامی تعلیمات

---

[83] الانعام 6:141

[84] ترمذی، کتاب البیوع، حدیث 1209

[85] الأعراف 7:56

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

کے عین مطابق ہیں۔ قرآن مجید اور سنتِ نبویؐ کی روشنی میں تشکیل پانے والے یہ اصول نہ صرف مذہبی ہدایات ہیں بلکہ جدید کاروباری نظام اور عالمی معیشت کے لیے ایک جامع، پائیدار اور اخلاقی فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ اس مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی اقتصادی اصول آفاقی اور ابدی ہیں جو آج کے کارپوریٹ سیکٹر اور بزنس ماڈلز کو عدل، شفافیت اور سماجی انصاف کی طرف رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

مصادر و مراجع

1. ابن القیم۔ اعلام الموقعین۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1991۔
2. ابن سعد۔ الطبقات الکبریٰ۔ بیروت: دار صادر، 1968۔
3. ابن کثیر۔ تفسیر القرآن الکریم۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994۔
4. ابن ماجہ، محمد بن یزید۔ السنن، کتاب التجارات۔ بیروت: دار الفکر، 1998۔
5. ابن ماجہ، محمد بن یزید۔ السنن، کتاب الرھون۔ بیروت: دار الفکر، 1998۔
6. ابوالاعلیٰ مودودی۔ سود۔ لاہور: ترجمان القرآن، 1960۔
7. احمد رضا۔ تاریخ اقتصادی اصول اسلام۔ کراچی: ادارہ مطالعہ اسلام، 1995۔
8. ترمذی، محمد بن عیسی۔ الجامع، کتاب البیوع۔ بیروت: دار الفکر، 1996۔
9. جلال الدین سیوطی۔ تاریخ الخلفاء۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1996۔
10. شاہ ولی اللہ دہلوی۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ دہلی: مطبع مجتبائی، 1885۔
11. شبلی نعمانی۔ تاریخ الخلفاء الراشدین۔ لاہور: ادارہ اسلامی مطالعہ، 1978۔
12. طارق اقبال۔ اسلامی معاشیات اور تجارتی اصول۔ لاہور: ادارہ اسلامی کلچر، 1961۔
13. طارق اقبال سوہدروی۔ اقتصادیات اور حکمرانی: اسلامی نقطہ نظر۔ لاہور: ادارہ اسلامی کلچر، 1965۔
14. طبری، محمد بن جریر۔ جامع البیان عن تاویل آی القرآن۔ بیروت: دار الفکر، 1984۔
15. قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد۔ الجامع لأحکام القرآن۔ قاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1964۔
16. فخر الدین رازی۔ التفسیر الکبیر۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1992۔
17. محمد حمید اللہ۔ خطباتِ بہاولپور۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1961۔
18. مسلم، مسلم بن حجاج۔ الصحیح، کتاب الإیمان۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1991۔
19. مشتاق احمد۔ اسلامی نظام معیشت اور خلفائے راشدین۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1988۔
20. نہج البلاغہ۔ قاہرہ: دار المعارف، 1960۔
21. یوسف القرضاوی۔ فقہ الزکاۃ۔ قاہرہ: مکتبہ وہبہ، 1973۔

Bibliography

1. Ahmad Raza. *Tarikh Iqtisadi Usul-e-Islam*. Karachi: Idara Mutalia Islam, 1995.
2. Ahmad, Mushtaq. *Islami Nizam-e-Ma'ishat aur Khulafa-e-Rashideen*. Lahore: Idara Saqafat-e-Islamia, 1988.
3. al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl. *Al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Adab*. Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1987.
4. al-Qarḍāwī, Yūsuf. *Fiqh al-Zakāh*. Cairo: Maktabah Wahbah, 1973.
5. al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān*. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1964.
6. al-Rāzī, Fakhr al-Dīn. *Al-Tafsīr al-Kabīr*. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1992.
7. al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Tārīkh al-Khulafā'*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1996.

8. al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān ʿan Taʾwīl Āy al-Qurʾān*. Beirut: Dār al-Fikr, 1984.
9. Ibn al-Qayyim. *Iʿlām al-Muwaqqiʿīn*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1991.
10. Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. *Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1994.
11. Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd. *Al-Sunan, Kitāb al-Tijārah*. Beirut: Dār al-Fikr, 1998.
12. Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd. *Al-Sunan, Kitāb al-Ruhūn*. Beirut: Dār al-Fikr, 1998.
13. Ibn Saʿd. *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*. Beirut: Dār Ṣādir, 1968.
14. Ibn Taymiyyah. *Al-Ḥisbah fī al-Islām*.
15. Maududi, Abul Aʿla. *Sood (Interest)*. Lahore: Tarjuman al-Qur'an, 1960.
16. Muslim ibn Ḥajjāj. *Al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Īmān*. Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-ʿArabī, 1991.
17. Shāh Walī Allāh al-Dihlawī. *Ḥujjat Allāh al-Bālighah*. Delhi: Matbaʿ Mujtabā'ī, 1885.
18. Shiblī Nuʿmānī. *Tārīkh al-Khulafā' al-Rāshidīn*. Lahore: Idara Islami Mutalia, 1978.
19. Suhrawardy, Ṭāriq Iqbāl. *Iqtiṣādiyāt aur Hukmarānī: Islami Nuqṭa-e-Nazar*. Lahore: Idara Islami Culture, 1965.
20. Ṭāriq Iqbāl. *Islami Muʿāshiyāt aur Tijārati Usul*. Lahore: Idara Islami Culture, 1961.
21. Ḥamīdullāh, Muḥammad. *Khuṭbāt-e-Bahawalpur*. Lahore: Idara Saqafat-e-Islamia, 1961.
22. *Nahj al-Balāghah*. Cairo: Dār al-Maʿārif, 1960.